

خطبه (۹۱)

اے لوگو! میں نے فتنہ و شر کی آنکھیں پھوڑ دالی ہیں اور جب اس کی تاریکیاں (موجوں کی طرح) تہ بالا ہو رہی تھیں اور (دیوانے کتوں کی طرح) اس کی دیوانگی زوروں پر تھی تو میرے علاوہ کسی ایک میں جرأت نہ تھی کہ وہ اس کی طرف بڑھتا۔

اب (موقع ہے جو چاہو) مجھ سے پوچھ لو، پیشتر اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم اس وقت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی عرصے کی جوبات مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا اور کسی ایسے گروہ کے متعلق دریافت کرو گے کہ جس نے سو کو ہدایت کی ہو اور سو کو گمراہ کیا ہو تو میں اس کے لکارنے والے اور اسے آگے سے کھینچنے والے اور پیچھے سے ڈھکلینے والے اور اس کی سواریوں کی منزل اور اس کے (ساز و سامان سے لدے ہوئے) پالانوں کے اترنے کی جگہ تک بتاؤں گا اور یہ کہ کون ان میں سے قتل کیا جائے گا اور کون (اپنی موت) مرے گا۔

اور جب میں نہ رہوں گا اور ناخوشنگوار چیزیں اور سخت مشکلیں پیش آئیں گی (تو دیکھ لینا) کہ بہت سے پوچھنے والے (پریشانی سے) سر پیچے ڈال دیں گے اور بتانے والے عاجز و درمانہ ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت ہو گا کہ جب تم پر لڑائیاں زور سے ٹوٹ پڑیں گے اور اس کی سختیاں نمایاں ہو جائیں گی اور دنیا اس طرح تم پر تنگ ہو جائے گی کہ مصیبتوں کے دونوں کو تم یہ سمجھنے لگو گے کہ وہ بڑھتے ہی جارہے ہیں۔ یہاں تک کہ خداوند عالم تمہارے باقی ماندہ لوگوں کو فتح کا مرانی دے گا۔

فتون کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جب وہ آتے ہیں تو اس طرح

(۹۱) وَمِنْ حَكَلَةً لَّهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

آمماً بَعْدُ! أَيُّهَا النَّاسُ! فَأَنَا فَقَاتُ عَيْنَ الْفِتْنَةِ، وَ لَمْ يَكُنْ لِي جُنْتَرٌ عَلَيْهَا أَحَدٌ غَيْرِي بَعْدَ أَنْ مَاجَ غَيْرَهُبُهَا، وَ اشْتَدَّ كَلْبُهَا.

فَأَسْعَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي، فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تَسْعَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِينَا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ السَّاعَةِ، وَ لَا عَنْ فِعْلَةٍ تَهْدِي مِائَةً وَ تُضِلُّ مِائَةً إِلَّا أَثْبَاثُكُمْ بِنَاعِقَهَا وَ قَاءِدَهَا وَ سَائِقَهَا، وَ مُنَاخِ رِكَابَهَا، وَ مَحَطِ رِحَالَهَا، وَ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَهْلِهَا قَتْلًا وَ مَنْ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَوْتًا.

وَلَوْ قَدْ فَقَدْتُنِي وَ نَزَلْتُ بِكُمْ كَرَاءُ الْأُمُورِ، وَ حَوَازِبُ الْخُطُوبِ، لَا طَرَقَ كَثِيرٌ مِنَ السَّائِلِينَ، وَ فِشَلَ كَثِيرٌ مِنَ الْمَسْؤُولِينَ، وَ ذَلِكِ إِذَا قَلَصَتْ حَزْبُكُمْ، وَ شَمَرَتْ عَنْ سَاقِ، وَ ضَاقَتِ الدُّلُيَا عَلَيْكُمْ ضِيقًا، تَسْتَطِيلُونَ مَعَهُ أَيَّامَ الْبَلَاءِ عَلَيْكُمْ، حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ لِبَقِيَّةِ الْأَكْبَارِ مِنْكُمْ.

إِنَّ الْفِتَنَ إِذَا أَفْبَثَ شَبَّهَتْ،

اندھیرے میں ڈال دیتے ہیں کہ (حق و باطل) کا امتیاز نہیں ہوتا اور پلتے ہیں تو ہوشیار کر کے جاتے ہیں۔ جب آتے ہیں تو شاخت نہیں ہوتی، پچھے ہٹتے ہیں تو پہچانے جاتے ہیں۔ وہ ہواؤں کی طرح چکر لگاتے ہیں، کسی شہر کو اپنی زد پر رکھ لیتے ہیں اور کوئی ان سے رہ جاتا ہے۔

میرے نزدیک سب فتنوں سے زیادہ خوفناک تمہارے لئے بنی امیہ کا فتنہ ہے جسے نہ خود کچھ نظر آتا ہے اور نہ اس میں کوئی چیز بھائی دیتی ہے، اس کے اثرات تو سب کو شامل ہیں لیکن خصوصیت سے اس کی آفیں خاص ہی افراد کیلئے ہیں۔ جو اس میں حق کو پیش نظر رکھے گا اس پر مصیبتوں آئینگی اور جو آنکھیں بند رکھے گا وہ ان سے بچا رہے گا۔

خدا کی قسم! میرے بعد تم بنی امیہ کو اپنے لئے بدترین حکمران پاؤ گے۔ وہ تو اس بوڑھی اور سرکش اونٹی کے مانند ہیں جو منہ سے کاٹتی ہو اور ادھر ادھر ہاتھ پیر مارتی ہو اور دوہنے والے پر ٹانگیں چلاتی ہو اور دودھ دینے سے انکار کر دیتی ہو۔ وہ برابر تمہارا قلع قلع کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ صرف اسے چھوڑیں گے جو ان کے مفید مطلب ہو یا (کم از کم) ان کیلئے نقصان رسائی ہو۔ اور ان کی مصیبت اسی طرح کھیرے رہے گی کہ ان سے دادخواہی ایسی ہی مشکل ہو جائے گی جیسے غلام کیلئے اپنے آقا سے اور مرید کی اپنے پیر سے۔ تم پران کا فتنہ ایسی بھی انک صورت میں آئے گا کہ جس سے ڈر لگنے لگے گا اور زمانہ جاہلیت کی مختلف حالتوں کو لئے ہو گا۔ نہ اس میں ہدایت کا بینار نصب ہو گا اور نہ راستہ دھانے والا کوئی نشان نظر آئے گا۔

ہم اہل بیت (رسول ﷺ) ان فتنے انگریز یوں (کے گناہ) سے بچے ہوں گے اور ان کی طرف لوگوں کو بلا نے میں ہمارا کوئی حصہ نہ ہو گا۔

وَ إِذَا أَدْبَرْتُ نَبَّهْتُ،
يُنْكَرْنَ مُقْبِلَاتٍ، وَ يُعْرِفْنَ
مُدْبِرَاتٍ، يَحْمُنَ حَوْمَ الرِّيَاحِ،
يُصِبِّنَ بَلَدًا وَ يُخْطِئُنَ
بَلَدًا.

أَلَا وَ إِنَّ أَخْوَفَ الْفِتَنَ عِنْدِي عَلَيْكُمْ
فِتْنَةُ بَنِي أُمَيَّةَ، فَإِنَّهَا فِتْنَةٌ عَنِيَّاءٌ مُظْلِمَةٌ:
عَيْتُ خُطْطُهَا، وَ خَصَّتُ بَلِيلَتُهَا، وَ أَصَابَ
الْبَلَاءُ مَنْ أَبْصَرَ فِيهَا، وَ أَخْطَأَ الْبَلَاءُ مَنْ
عَيَّ عَنْهَا.

وَ اِيمُّ اللَّهِ لَتَجْدُنَّ بَنِي اُمَيَّةَ لَكُمْ
أَرْبَابُ سُوَعِ بَعْدِي، كَالنَّابِ الضَّرُوسِ:
تَعْذِمُ بِفِيهَا، وَ تَخْبِطُ بِبِيْدِهَا، وَ تَرْبِيْنُ
بِرِّ جِلِّهَا، وَ تَمْنَعُ دَرَّهَا، لَا يَرَأُ الْوَنَ بِكُمْ
حَتَّى لَا يَتَرَكُوا مِنْكُمْ إِلَّا نَافِعًا لَهُمْ، أَوْ
غَيْرُ ضَائِرٍ بِهِمْ، وَ لَا يَرَأُ الْبَلَاءُ هُمْ حَتَّى لَا
يَكُونَ اِنْتِصَارُ أَحَدٍ كُمْ مِنْهُمْ إِلَّا كَانَتِصَارِ
الْعَبْدِ مِنْ رَبِّهِ، وَ الصَّاحِبِ مِنْ
مُسْتَصْحِبِهِ، تَرِدُ عَلَيْكُمْ فِتْنَتُهُمْ شَوْهَاءَ
مَخْشِيَّةً، وَ قِطْعًا جَاهِلِيَّةً، لَيْسَ فِيهَا مَنَامٌ
هُدَى، وَ لَا عَلَمٌ يُّرَى.

نَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ مِنْهَا بِمَنْجَأَةٍ،
وَ لَسْنَا فِيهَا بِدُعَاءٍ، ثُمَّ يُفَرِّجُهَا اللَّهُ

پھر ایک دن وہ آئے گا کہ اللہ اس شخص کے ذریعہ سے جو انہیں ذلت کا مزاچکھائے اور سختی سے ہنکائے اور (موت کے) تلخ جام پلاۓ اور ان کے سامنے تلوار رکھے اور خوف انہیں چمٹا دے، ان فتوں سے اس طرح علیحدہ کر دے گا جس طرح ذبیحہ سے کھال الگ کی جاتی ہے۔ اس وقت قریش دنیا و ما فیہا کے بد لے میں یہ چاہیں گے کہ وہ مجھے صرف اتنی دیر کہ جختی اونٹ کے ذبح ہونے میں لگتی ہے، کہیں ایک دفعہ دیکھ لیں تاکہ میں اس چیز کو قبول کروں کہ جس کا آج کچھ حصہ بھی طلب کرنے کے باوجود دینے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔

--☆☆--

عَنْكُمْ كَتَفِرِيْجِ الْأَدِيْمِ: بِمَنْ يَسُوْمُهُمْ خَسْفًا، وَ يَسُوْقُهُمْ عُنْفًا، وَ يَسْقِيْهُمْ بِكَاسٍ مُصَبَّرٍ، لَا يُعْطِيْهُمْ إِلَّا السَّيْفَ، وَ لَا يُحْلِسُهُمْ إِلَّا الْخُوفَ، فَعِنْدَ ذلِكَ تَوَدُّ قُرْيَشٌ بِالدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا لَوْ يَرَوْنَنِي مَقَامًا وَأَحِدًا، وَ لَوْ قَدْرَ جَزْرِ جَزْوَرٍ، لِأَقْبَلَ مِنْهُمْ مَا أَطْلَبُ الْيَوْمَ بَعْضَهُ فَلَا يُعْطُوْنِيْهِ! .

-----☆☆-----

؆ امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ خطبہ جنگ نہر وان کے بعد ارشاد فرمایا۔ اس میں ”فتنة“ سے مراد وہ جنگیں ہیں جو بصرہ، صفين اور نہر وان میں لڑی گئیں۔ چونکہ ان کی نوعیت پیغمبر ﷺ کی جنگوں سے جدا گا تھی، یونان و پاہ م مقابلہ بمفارہ ہوتے تھے اور یہاں مقابلہ ان لوگوں سے تھا جو چہروں پر اسلام کی نقاب ڈالے ہوتے تھے۔ اس لئے لوگ اہل قبلہ سے جنگ کرنے بخلے متعدد تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو لوگ اذانیں دیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں ان سے قتال کیسا؟ چنانچہ خونیمہ ایں ثابت انصاری جیسے بزرگ اس وقت تک صفين میں شریک جنگ نہیں ہوئے جب تک عمار یا سر کی شہادت نے شامیوں کا گروہ باغی ہوا ثابت نہ کر دیا۔ یونی بصرہ میں امام المؤمنین کے ہمراہ عشرہ مبشرہ میں شمار ہونے والے طلحہ وزیر ایسے صحابہ کی موجودگی اور نہر وان میں خارج کی پیشانیوں کے لگھنے اور ان کی نماز میں اور عبادتیں ذہنوں میں غافلگار پیدا کئے ہوئے تھیں۔ اندر میں حالات ان کے سامنے شمشیر بکھرے ہونے کی جرأت وہی کر سکتا تھا جو ان کے مکنون قلب سے واقف اور ان کے ایمان کی حقیقت سے آشنا ہو اور یہ امیر المؤمنین علیہ السلام ہی کی بصیرت خاص و ایمانی جرأت کا کام تھا کہ ان کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور پیغمبر ﷺ کے اس ارشاد کی تصدیق فرمادی:

سَتُقَاتِلُ بَعْدِي النَّاسِ كِثِيرَينَ وَ الْقَاسِطِينَ وَ الْمُتَّارِقِينَ۔

اے علی! تم میرے بعد بیعت توڑنے والوں (اصحاب جمل) قلم ڈھانے والوں (اہل شام) اور دین سے بے راہ ہو جانے والوں (خارج) سے جنگ کرو گے۔

؆ پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد کوئی منتفس امیر المؤمنین علیہ السلام کے علاوہ یہ دعویٰ نہ کر سکا کہ: ”جو پوچھنا چاہو پوچھو“۔ چنانچہ ابن حجر نے ”صوابع مرقدة“

میں لکھا ہے کہ:

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ يَهْوَلُ سَلْوَنَ إِلَّا عَلَى ابْنِ آبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اللَّهُ كَفِيرًا.

صحابہ میں سے کوئی ایک بھی یہ دعویٰ نہ کر سکا کہ: ”جو پوچھنا چاہو ہم سے پوچھلو سوا علیٰ ابن ابی طالب علیہم السلام کے۔“
البتہ صحابہ کے علاوہ تاریخ میں چند نام ایسے نظر آتے ہیں جنہوں نے ایسا دعویٰ کرنے کی حرمت کی: جیسے ابراہیم بن ہشام، مقاتل ابن سلیمان، قاتدہ، سبط ابن جوزی اور محمد ابن ادریس شافعی وغیرہ۔ مگر ان میں سے ہر شخص سوال کے موقع پر رسو اور اپنے اس دعوے کو واپس لینے پر مجبور ہوا۔ یہ دعویٰ وہی کہ سکتا ہے جو حقائق عالم سے واقعہ اور مستقبل کے واقعات سے آگاہ ہو۔ چنانچہ امیر المؤمنین ہی وہ ذرکشائے علوم بنت تھے جو کسی موقع پر کسی سوال کے جواب سے عاجز ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر کو بھی یہ کہنا پڑتا تھا کہ:

أَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنْ مُعَذَّلَةٍ لَّيْسَ لَهَا آبُو الْخَسْنَ عَلَيْهِ اللَّهُ كَفِيرًا.

میں اس مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس کے علی کرنے کیلئے امیر المؤمنین علیہم السلام نہ ہوں۔

یونی مستقبل کے متعلق جو پیشین گوئیاں آپؐ نے کیں، وہ حرف بحرف پوری ہو کر آپؐ کی وسعت علمی کی آنکنیداریں۔ وہ بنی امیہ کی تباہ کاریوں کے متعلق ہوں یا خوارج کی شورش انگیزوں کے متعلق، وہ تاتاریوں کی تاخت و تاریج کے بارے میں ہوں یا زنگوں کی حملہ آوریوں کے متعلق، وہ بصرہ کی غرقابی کے بارے میں ہوں یا کوفہ کی تباہی کے متعلق۔ غرض جب یہ واقعات تاریخی حیثیت سے مسلمہ حیثیت رکھتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپؐ کے اس دعوے پر تعجب کیا جائے۔

